جماعت نہم۔

حامد اللہ افسؔر میرٹھی

حامد اللہ افسؔر میرٹھی میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں میرٹھ کالج سے بی۔اے کیا۔ پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایل۔ ایل۔ بی کے لئے داخل ہوئے۔ انہوں نے بچوں کے لئے اسمٰعیل میرٹھی کی طرح چھوٹی چھوٹی نظمیں لکھی ہیں۔ بچے ان کی نظمیں دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ ان کی زبان سادہ اور عام فہم ہوتی ہے۔ انہوں نے بچوں کے لئے سولہ کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے ''آسمان کا ہم سایہ'' ''لوہے کی چپل'' ''درسی کتب'' ''پیامِ روح'' اور ''نقد الادب'' بہت مقبول ہیں۔

۱۹۷۴ء میں اُن کا انتقال لکھنؤ میں ہوا۔

نظم ''بہار کے دن''

حامد اللہ افسر نے یہ نظم موسم بہار کی آمد پر لکھی ہے۔ اس نظم میں وہ یوں فرماتے ہیں کہ موسم بہار آتے ہی ہر طرف پھول کھلنے لگتے ہیں اور ان کی خوشبو سے باغ کا چپہ چپہ مہک اُٹھتا ہے۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو دماغ کو معطر کرتی ہے۔ ان پھولوں کو دیکھ کر چڑیاں بھی چہک اُٹھتی ہیں۔ پودوں کی شاخیں پھولوں کے بوجھ سے لدی رہتی ہیں اور چڑیاں ان شاخوں پر جھولتی رہتی ہیں۔ سبز پتوں کے بیچ رنگین پھول خوبصورت نظارہ پیش کرتے ہیں۔ باغ میں جاکر ایسا لگتا ہے جیسے جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ باغ کے دلفریب نظاروں اور خوشگوار ہوا سے دل خوش ہوتا ہے۔ صبح و شام کے دلکش اور حسین مناظر، اور رات کو چاند کی چاندنی میں انسان پر بے خودی طاری ہوتی ہے لگتا ہے جیسے باغ میں چاروں طرف نور پھیلا ہوا ہے۔ دل میں نئی اُمنگیں جنم لیتی ہیں۔

الفاظ	معنی	
روش	طریقہ	بیہودہ روش کو نہیں اپنانا چاہئیے۔

کیاریوں کے بیچ کا راستہ		پھولوں کی مہک سے باغ کی روشیں مہک اُٹھیں ہیں۔
ہرسو	ہرطرف	استادوں کی غیر حاضری میں ہرسو بچوں کا شوروغل سنائی دیتا ہے۔
راحت فزا	خوش کرنے والی	چاندنی رات میں باغ کا چپہ چپہ راحت فزا نظارہ پیش کرتا ہے۔
بلا کی	غضب کی	نئ نویلی دُلہن بلا کی حسین ہے۔
دلفریب	دل کو اچھا لگنا	جھیل ڈل چاندنی رات میں دلفریب نظارہ پیش کرتا ہے۔
روح پرور	روح کو خوش کرنے والا	کاش ہر مسلمان کو مدینہ منورہ کا روح پرور نظارہ دیکھنا نصیب ہو !
بے خودی	مستی	بے خودی کے عالم میں شرابی نے رازِ دل سے آشنا کیا۔

جوابات:۔

نمبر۱۔ بہار کے زمانے میں باغ کا نظارہ بڑا ہی دلکش ہوتا ہے۔ چڑیاں چہکتی رہتی ہیں۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے۔ درختوں کی شاخیں پھولوں سے بھری رہتی ہیں اور چڑیاں ان شاخوں کو جھولا بناتی ہیں۔ سبز پتوں کے بیچ رنگین پھول خوبصورت نظارہ پیش کرتے ہیں۔

نمبر۲۔ باغ میں صبح کے وقت کی خوشگوار ہوا، شام کا حسین نظارہ اور چاندنی رات کا منظر طبعیت کو خوش کر دیتا ہے اور انسان پر بے خودی سی چھا جاتی ہے۔ باغ میں جا کر ایسا لگتا ہے جیسے جنت میں داخل ہوتے ہیں۔

نمبر۳۔ صبح کے وقت باغوں میں دلفریب منظر دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہوا بڑی خوشگوار ہوتی ہے۔ باغ کا چپہ چپہ دلکش نظارہ پیش کرتا ہے۔ شام کا حسین وقت روح کو تازگی بخشتا ہے۔ رات کو چاندنی کا نظارہ عجیب سماں پیدا کر دیتا ہے، لگتا ہے جیسے چاروں طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ اس منظر سے انسان پر بے خودی کی سی کیفیت چھا جاتی ہے۔

مرکزی خیال۔

نظم ''بہار کے دن'' کا مرکزی خیال موسم بہار کی آمد سے باغوں میں ہونے والی تبدیلی ہے

بہار کے آتے ہی باغوں میں رونق آ جاتی ہے۔ ہر شئے میں دلکشی پیدا ہوتی ہے۔ اس موسم کے اثر سے انسان کی طبیعت خوش ہوتی ہے۔

جماعت دہم نظم " قدم بڑھاؤ دوستو "

اُفق	افق پر شفق کا نظارہ قابلِ دید ہوتا ہے۔
روش	فرسودہ روش کو ترک کرنا ہی بہتر ہے۔
گلستان	اپنے وطن کے گلستان کو پیار و محبت سے مہکانا ہے۔
کہکشاں	کہکشاں آسمان کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیتے ہیں۔

نمبر ا۔ بشر نواز نظم کے پہلے بند میں اپنے ہم وطنوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اگر چہ ہم نے آزادی حاصل کی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھیں۔ دُھند چھٹ چکی ہے۔ ترقی کے لئے راستہ ہموار ہوا ہے۔ اپنے ملک کو ہمیں نئے سرے سے سجانا اور سنوارنا ہے۔ اب منزل صاف نظر آ رہی ہے۔ ہمیں اپنے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ اس لئے رکنے کا نام نہ لو بلکہ قدم آگے ہی بڑھاتے جاؤ۔

نمبر ۲۔ اس بند میں شاعر فرماتے ہیں کہ ترقی کا سفر ابھی شروع ہو چکا ہے اسلئے کہیں رُکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کے راستے میں بے شک رُکاوٹیں کھڑی ہو جائینگی۔ مشکلات پیش آئیں گی۔ تم کسی بھی طرح کمزور نہیں پڑ جانا۔ پرانے طور طریقے بھول جاؤ اور قدم سے قدم ملا کر منزل کی اور چل۔ ہمت و حوصلے سے کام لے کر، اور آزادی کا بھرپور فائدہ اُٹھا کر آگے ہی بڑھتے جاؤ۔

نمبر ۳۔ نظم کے آخری بند میں شاعر ہندوستان کے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ہمیں خاکِ وطن میں طرح طرح کے پھول کھلانے ہیں اور باغ کی ہر روش کو پھولوں کی خوشبو سے مہکانا ہے۔ نفرت کو بھول کر آپس میں میل و ملاپ قائم کرنا ہے۔ اپنے اس ویران باغ کو پھر سے سجانا ہے۔ بڑی

مشکل سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ ہم جس طرح چاہئیے اپنے ملک کو ترقی کی بلندیوں تک لے سکیں گے۔ صرف ہمارے قدم اُٹھانے کی دیر ہے۔

جوابات۔

نمبر۱۔ 'قدم بڑھاؤ دوستو' سے شاعر کی یہ مراد ہے کہ غلامی کی زنجیروں میں جھکڑنے کی وجہ سے ہمارا ملک ترقی کی منزل سے کوسوں دور ہے۔ اپنے خوشحال مستقبل کے لئے ہمیں زندگی کے ہر میدان میں ترقی کی ضرورت ہے۔ اس لئے اپنی منزل کو پانے کیلئے قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھتے جاؤ اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کی کوشش کرو۔

نمبر۲۔ پہاڑ اور غار کو نگاہ میں نہ لانے کا مطلب ہے کہ اپنی منزل کو حاصل کرنے کے لئے راستے میں بہت ساری رکاوٹیں کھڑی ہوں گی۔ ان مشکلات اور رُکاوٹوں کی پرواہ نہ کئے بغیر مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئیے تا کہ مشکلات خود بخود آسان ہو جائیگی۔ صرف ہمت اور بلند حوصلے کی ضرورت ہے۔

نمبر۳۔ اس نظم کے ذریعے شاعر نے حب الوطنی اور وطن پرستی کا پیغام دیا ہے۔ ہمیں منافرت کو بُھلا کر ہر طرف پیار و محبت کی خوشبو پھیلانی ہے۔ بڑی مشکل سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ اسلئے پرانے طور طریقے بھلا کر نئے جوش اور جذبے سے کام لے کر ملک کو ترقی کی بلندیوں تک لانا ہی ہے۔ ترقی کی منزل پانے کیلئے مشکلات سے ڈرنا نہیں ہے۔ امن و امان کی فضا قائم کرنی ہے۔ اپنے ملک کو سجانے اور سنوارنے کیلئے اپنے قدم آگے بڑھانے ہیں۔

مرکزی خیال:۔

نظم ''قدم بڑھاؤ دوستو'' کے ذریعے شاعر نے حب الوطنی اور وطن پرستی کا درس دیا ہے۔ پرانی روش کو چھوڑ کر نئے جوش، جذبے، عزم اور حوصلے کے ساتھ وطن کی ترقی اور بہبودی کیلئے آگے بڑھنے کی تلقین کی ہے۔